مرزا صاحب قادیانی کی دعا کے مطابق

مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے؟

میاں محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے اس کا جواب

پیغام صلح کا دخل در معقول

اور

اُس کا جواب

"حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ فریقین جی کھولکر اس پر بحث کریں اور کرتے رہیں۔ جو بات محقق ہوجائے اُس پر یقین کریں۔ ایسا کرنے سے یہ فتنہ چند یوم میں ختم ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر بحث کو ٹالا جائے' یا محض جواب دینے کی حیثیت سے بحث کیجائے' یہ طریق محققین کی شان سے بعید ہے۔ پس اس نیت سے ہم اس موضوع پر ہر قسم کے سوال اور اعتراض سننے کو تیار ہیں کہ یہ بحث صاف ہوجائے۔ کیونکہ اس کے صاف ہوجانے کے بعد قادیانی مباحث میں کسی بحث کی ضرورت نہیں۔"

اخبار اہلحدیث (۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء) میں ایک مضمون درج ہوا تھا جسے بصورت اشتہار بھی شائع کیا گیا۔ لاہور کے مرزائی اخبار "پیغام صلح" نے اس مضمون پر جی کھولکر اعتراض کئے ہیں۔ ہم بہ نیت تحقیق ان سب کو نقل کرکے جواب دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے جو آخری فیصلہ کی دعا کی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

"مرزا اور ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے"

مولوی ثناء اللہ کیوں پہلے نہ مرے؟ ناظرین پہلے وہ اشتہار پڑھیں جو یہ ہے۔

"اللہ تعالے جزا دے مرزا صاحب قادیانی کو جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے دعوے کی نسبت صاف فیصلہ کر دیا۔ مگر اُن کی امت نے اُن کے فیصلہ کی قدر نہ کرکے اپنے آپ کو دریا کے نہیں سمندر کے بھنور میں ڈال رکھا ہے۔ سیدھی بات تھی کہ مرزا صاحب کی کھینچی ہوئی لکیر پر چلتے تو آج اُن کے بتائے ہوئے اور خدا کے کئے ہوئے فیصلے کے مطابق مولوی ثناء اللہ کو صادق مصدوق مانکر اُن سے "بیعت ارشاد" کرتے۔ مگر اُنہوں نے کسی خاص وجہ سے ایسا نہ کیا۔ چونکہ بحکم آیت بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ[۱] یہ لوگ اصل حقیقت دل سے جانتے ہیں۔ اسلئے جب کبھی یہ سوال ان پر وارد ہوتا ہے کہ "مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے؟" تو اس کے جواب میں پریشان ہوکر کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں۔ آج ہم کسی معمولی مرزائی کی پریشانی نہیں بتاتے بلکہ امت مرزائیہ کے اعلےٰ فرد خلیفہ قادیانی کی پریشانی ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

خلیفہ قادیان پر یہ سوال ہوا کہ "مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے؟" تو خلیفہ نے کیا جواب دیا سوال و جواب اُنہی کے الفاظ میں پیش کرینگے۔ مگر پہلے مرزا صاحب کے دعائیہ الفاظ سُناتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی نے ایک دعائیہ اشتہار شائع کیا تھا۔

> "اے خدا مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت ستایا ہے۔ میرے قلعہ کو جو تونے بنایا ہے گرانا چاہتا ہے۔ اسلئے میں تیرے تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچّا فیصلہ فرما کہ ہم میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے سچّے کی زندگی میں اُس پر موت وارد کر۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق۔ (ملخص) (غلام احمد از قادیان)
> ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء"

اس دعا کا نتیجہ دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب اس دنیا سے عرصہ ہوا کوچ کر گئے

[۱] انسان اپنا حال خوب جانتا ہے ۱۲

"اور سنا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ابھی زندہ ہے"

چونکہ یہ دعا ہر ایک منصف مزاج کے دل کو پکڑ کرتی ہے۔ اس لئے مریدانِ باصفا بھی گاہے ماہے سوال کر بیٹھتے ہیں۔ خلیفہ قادیان پر سوال ہوا کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا صاحب کو کامیاب کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ مولوی صاحب ابھی زندہ ہیں۔ اس کا جواب مع سوال خلیفہ قادیان کے الفاظ میں ہم سناتے ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں اور خلیفہ صاحب کی پریشانی پر ترس کریں۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق کئی لوگ کہتے ہیں کہ ثناء اللہ زندہ ہے اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ اسلئے وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ حالانکہ انہیں دیکھنا یہ چاہئے کہ حضرت مرزا صاحب جس مقصد اور مدعا کو لیکر آئے تھے اس میں انہیں کامیابی ہوئی یا نہیں آپ اسلام کی ایک تعریف کرتے اور کہتے تھے کہ میں اس کے پھیلانے کو آیا ہوں۔ اس کیلئے پہلا قدم وفات مسیح کے عقیدے کی اشاعت تھی۔ مگر آپ کے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے ہوئے خواہ مولوی ثناء اللہ یا کوئی اور ہوں، وہ کہتے تھے کہ جو خیالات ہمارے ہیں وہی درست ہیں، جو اسلام ہم پیش کرتے ہیں وہی سچا اسلام ہے۔ اور ان کا مدعا یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب جو اسلام پیش کرتے ہیں وہ نہ پھیلے۔ اب دیکھو کہ کون کامیاب ہوا۔ اور کون ناکام جس کا مقصد اور مدعا پورا ہو گیا وہ کامیاب ہوا اور جس کا پورا نہ ہوا وہ ناکام۔ کیا حضرت مرزا صاحب کے آنے کا یہی مقصد تھا کہ مولوی ثناء اللہ کی شہرت نہ ہو۔ اگر یہی مقصد تھا اور مولوی ثناء اللہ کو شہرت ہو گئی، تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ ناکام رہے۔ لیکن جب آپ کے آنے کا مقصد اور مدعا ہی اور تھا تو آپ کے مخالفین کی شہرت ہو جانے

یا ان کو مال و دولت ملجانے سے آپ کی صداقت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔
ہاں اگر حضرت مرزا صاحب کے ہمخیالوں کی تعداد کم ہونی شروع ہوجاتی
تو آپ کے دشمنوں کو کامیاب اور آپ کو ناکام کہا جا سکتا ہے۔ لیکن
اگر باوجود اس کے آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے اور شور مچانے
کے یہی ہو رہا ہے کہ وہ جماعت جسے حضرت مرزا صاحب نے قائم کیا
دن بدن بڑھ رہی ہے[۵۲]۔ تو بتاؤ کون کامیاب ہوا حضرت مرزا صاحب
یا آپ کے مخالف؟ حضرت مرزا صاحب ہی کامیاب ہوئے۔ پس
اگر مولوی ثناء اللہ کی کتابیں زیادہ بکتی ہیں[۵۳] تو بکیں۔ اگر کچھ لوگوں
میں اس کی شہرت ہوتی ہے تو ہو۔ اگر وہ مال کماتا ہے تو کمائے۔
دیکھنا یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرتا رہا ہے یا کر رہا ہے اس کا اثر حضرت
مرزا صاحب کی جماعت پر کیا پڑ رہا ہے۔ کیا اس کی کتابوں، اس
کے لیکچروں، اس کے اخبار کی وجہ سے لوگ حضرت مرزا صاحب
کی جماعت میں شامل ہونے سے رُک گئے ہیں؟ اگر نہیں رُک گئے
تو ہم کہتے ہیں یہ تو حضرت مرزا صاحب کی کامیابی کا اور زیادہ ثبوت
ہے کہ باوجود آپ کے مخالفین کے اتنی کتابیں بیچنے اور تقسیم کرنے کے،
اور باوجود اتنے شور مچانے اور اپنا سارا زور مخالفت میں خرچ کرنے
کے وہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کی ترقی میں کوئی روک نہیں ڈال
سکے بلکہ وہ دن بدن بڑھ رہی ہے[۵۴]۔ اور ہر سال جو لوگ داخل ہوتے
ہیں ان تمام کو اگر گنا جائے اور ان کی بیوی بچوں کو بھی شامل کیا جائے
تو دس ہزار کے قریب قریب بیعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اس
کے مقابلہ میں مخالفین کو دیکھو کہ وہ ہم میں سے کتنے لیجا رہے ہیں۔ پس
کامیابی اس کا نام ہے نہ کہ عوام میں شہرت اور مال حاصل کرنے کو کامیابی

۵۲،۵۴ ہاں لاکھوں سے ہزاروں ہو رہے ہیں " ۵۳ سوال از موت جواب از کتاب۔ کیا خوب "

کہا جا سکتا ہے۔ کسی کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کرنے کیلئے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ وہ کس مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے کیلئے کھڑا ہوا تھا۔ جب اس کا پتہ لگ جائے تو پھر بآسانی اس کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۶۔ مئی ۱۹۱۹ء)

ناظرین کرام! ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اصل سوال موت وحیات پر ہے، کتب فروشی یا کسی دوسری بات پر نہیں۔ مگر خلیفہ صاحب اُسی طرح چالاکی سے بات کا پہلو بدلتے ہیں جسطرح ایک شاعر کے جواب میں اُس کے محبوب نے پہلو بدلا تھا۔ جس کا ذکر اس شعر میں ہے ؎

میں نے کہا کہ سایہ کرو مجھ پہ اے پری
بولا کہ اُس (بشر) کے سائے سے پرہیز چاہیئے

کیا خوب! مرزا صاحب اس لئے پہلے مر گئے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے۔ سوال تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کا مولوی ثناء اللہ سے پہلے مرنا اُن کی ناکامی بلکہ کذب اور بطالت کی دلیل ہے۔ پھر ان کو کامیاب تو کیا سچّا کہنا چہ معنے؟ اس کا جواب کیا دیا۔ ناظرین خود خلیفہ صاحب کا جواب دوبارہ غور سے پڑھیں۔

اب ہم اس امر پر بھی غور کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوئے۔ مرزا صاحب قادیانی کس مقصد کو لیکر آئے تھے اس بارے میں اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

"میرے آنے کے دو مقصد ہیں (۱) مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے (۲) اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور اُن کا مصنوعی خدا (یسوع مسیح) نظر نہ آئے دنیا اس کو بالکل بھول جائے۔ میرے ان دو مقاصد کو دیکھکر یہ لوگ میری مخالفت

کیوں کرتے ہیں[۵]" (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ئہ ص۱)

ناظرین کرام! کیا یہ دونوں مقصد مرزا صاحب کو حاصل ہوگئے؟ واللہ اگر ہوگئے تو ہمیں ان کو کامیاب کہنے میں باک نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن واقعات بتارہے ہیں کہ ان مقاصد میں کامیاب ہونا کیا' بُری طرح فیل ہیں۔ مسلمانوں کا تقوٰے طہارت عیاں راچہ بیاں۔ ہر طرح کی خرابیاں ان میں موجود۔ یہانتک کہ مرزا صاحب کے مریدین بھی (بقول مرزا صاحب) پاکیزہ صفات سے محروم۔ مرزا صاحب نہایت دلسوزی سے لکھتے ہیں۔

"ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبّت باہمی پیدا نہیں کی۔ میں (مرزا) دیکھتا ہوں کہ وہ ادنے ادنے خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسری سے دست بدامن ہوتے ہیں[۶]۔ اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔" (اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن)

احمدی دوستو! ایمان سے کہنا کیا یہی وہ تقوٰے ہے جو تمام مسلمانوں کو مرزا صاحب ہاں آپ کے مسیح موعود سکھانے نہیں بلکہ حاصل کرانے کو آئے تھے۔ اگر یہی تقوٰے ہے تو واللہ مرزا صاحب کی تشریف آوری سے پہلے بھی یہ وصف مسلمانوں کو حاصل تھا۔ اور تشریف بری کے بعد بھی حاصل ہے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ ہاں عیسائیوں کے مصنوعی خدا (یسوع مسیح) کو تو واقعی دنیا بھول چکی ہے جس کا ثبوت تازہ مردم شماری سے ملتا ہے کہ "ہندوستان کی کل قوموں سے زیادہ عیسائیوں نے ترقی کی

---

[۵] جناب! ہم مقاصد میں مخالفت نہیں کرتے 'مقاصد میں ناکام رہنے پر کرتے ہیں"

[۶] چنانچہ آجکل بھی قادیان میں قتل و قتال کے واقعات ہو رہے ہیں"

یعنی فی صدی پچیس عیسائی بڑھتے ہیں۔

اس مضمون پر تو کچھ لکھتے ہوئے ہمیں خود بھی شرم آتی ہے۔ کیا کوئی ایسا شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے' کہہ سکتا ہے کہ عیسائیوں کا مصنوعی (یسوع مسیح) دنیا میں متروک ہو گیا۔ واللہ! اگر متروک ہو گیا ہوتا تو مرزا صاحب کو کامیاب ماننے میں ہمیں بھی تامل نہ ہوتا۔

پس ناظرین کرام للہ غور کریں کہ مرزا صاحب اپنی دعا مورخہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کے موافق اور الحکم ۱۷-جولائی ۱۹۰۸ء کے مطابق بامراد اور کامیاب دنیا سے گئے یا نامراد؟ ہم سے پوچھیں تو ہم واقعات کی بنا پر بلا خوفِ تردید کہتے ہیں ؎

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

قادیانی اخبارات کو جرأت نہ ہوئی یا حیا مانع ہوئی اس لئے وہ تو خاموش رہے۔ ہاں لاہوری اخبار "پیغام صلح" نے قلم ہلایا' مگر نہ ہلانے سے بدتر۔ بغرض تحقیق حق پیغام کا سارا مضمون ہم نقل کرتے ہیں۔

"مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے؟"

"مولوی ثناء اللہ کا ایک سوال اور اُن ہی کے قلم سے اس کا جواب"

"۹-اکتوبر ۱۹۳۱ء کے "اہلحدیث" میں "مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے"؟ کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کو پوسٹروں کی شکل میں چھپوا کر لاہور کے گلی کوچوں میں چسپاں کیا گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب مولوی ثناء اللہ کے اپنے قلم سے ذیل میں پیش کریں۔ تا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کے ایک پہلو کو پیش کر کے جو دھوکا وہ لوگوں کو یہ کہہ کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مغفور کا مولوی صاحب کی زندگی میں فوت ہو جانا آپ کے

(نعوذ باللہ) کذب کی دلیل ہے۔ اس کی حقیقت پبلک پر آشکارا ہو جائے۔ بہتر ہو کہ اپنا یہ جواب بھی وہ پبلک کے سامنے خود ہی پیش کر دیا کریں تاکہ لوگوں کو کوئی صحیح رائے قائم کرنے میں مدد ملا کرے۔ یکطرفہ بیان سنکر کوئی منصف کسی صحیح نتیجہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے اشتہار ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو جب مباہلہ کا چیلنج دیا اور اس کی منظوری کے متعلق انہیں لکھا تو اس کے جواب میں مولوی صاحب نے ذیل کی تحریر اپنے اخبار "اہلحدیث" میں شائع کی۔

(۱) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔

(۲) آپ اس دعوے میں (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًا۔ اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون۔ وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔

(۳) اور سنو! بل متعنا ھٰؤلاء وآباءھم حتی طال علیھم العمر۔ جن کے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ جھوٹے، دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی" (اہلحدیث مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

اب سوال یہ ہے کہ

(۱) جس بات کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں "نامنظور" کیا اور لکھا تھا کہ کوئی دانا اسے منظور نہیں کر سکتا

اب آپ کے وصال کے بعد آپ کی اسی تحریر کو منظور کرکے مولوی صاحب داناؤں میں شمار ہونگے یا نادانوں میں؟ وہ خود ہی اپنی تحریر کو سامنے رکھکر جواب دیں۔

(۲) جب حضرت مسیح موعود کا یہ لکھنا کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی مولوی صاحب کے نزدیک قرآن شریف کے صریح خلاف تھا' اور بقول ان کے قرآنی آیات اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔ تو انہی آیات کی رو سے جو مولوی صاحب نے پیش کیں خدا کے نزدیک بدکار کون ٹھیرا؟ آیا جسے مہلت ملی اور زندہ رہا یا جو پہلے فوت ہوگیا؟ جواب قرآن ہی سے مطلوب ہے۔

(۳) جب حسب آیات قرآنی خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔ تو اس آیت کا کون مصداق ہوا؟ اور کون جھوٹا دغاباز۔ مفسد اور نافرمان ٹھیرا؟

چونکہ آپ نے اسے حضرت مسیح موعود کا "من گھڑت اصول" قرار دیا ہے اسلئے بہرحال آپ کا قائم کردہ معیار آپ پر حجت ہوسکتا ہے۔ دوسرے کا من گھڑت اصول آپ پر حجت نہیں"

ان تصریحات اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے جواب سے اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیوں نہ مرے؟ امید ہے اپنے اس جواب کو سننے کے بعد وہ پبلک کو خواہ مخواہ دھوکا دینے کی کوشش نہ کرینگے۔ اور جب کبھی اپنی درازی عمر پر انہیں استعجاب لاحق ہو' یا پبلک کو اپنے نہ مرنے کی وجوہ بتانا چاہیں تو اپنے اس فقرے کی تلاوت کرلیا کرینگے کہ "قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے"....

(پیغام صلح ۱۱ نومبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۳)

جواب جماعت لاہوریہ مرزائیہ کے امیر مولوی محمد علی نے اس بحث میں ایک اور پہلو اختیار کیا تھا جس کا جواب ہم اپنے اشتہار "مباہلہ مرزا" میں دے چکے ہیں۔ یہاں بھی بالاختصار ذکر کر کے پیغام کو وہ جواب سناتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ "آیۃ اللہ" میں یہ پہلو اختیار کیا ہے کہ ۱۸۹۶ء میں جو مرزا صاحب نے علماء کو عموماً اور مولوی ثناء اللہ کو خصوصاً مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اُسی کی انتہا میں آخری فیصلہ والا اشتہار تھا۔ یعنی یہ بھی دراصل دعوت مباہلہ ہے دعا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مباہلہ کا انعقاد مرزا صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت ہو جانے پر موقوف رکھا تھا۔ اخبار "بدر" میں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ازراہ ترحم فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ حقیقۃ الوحی چھپکر شائع ہو جائیگی۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیجدیجائیگی اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔" (بدر ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب مباہلہ کا انعقاد حقیقۃ الوحی شائع ہونے، میرے پاس بھیجنے اور میرے اُس کو مطالعہ کرنے کے بعد رکھتے ہیں۔
اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ "حقیقۃ الوحی" کب شائع ہوئی۔ اس امر کی تحقیق کچھ مشکل نہیں۔ حقیقۃ الوحی کے سرورق پر تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء لکھی ہے اور مرزا صاحب کا اشتہار آخری فیصلہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا ہے۔ پھر ۱۵ اپریل والے اشتہار کو جو ایک مہینہ پہلے شائع ہوا ہے مباہلہ کا اشتہار کسطرح کہہ سکتے ہیں۔ ایسا کہنا مولوی محمد علی جیسے منصف مزاج یا مولوی اللہ دتا جیسے نوجوان شوریدہ دماغ ہی کا کام ہے دوسرے کسی کا نہیں۔

شاید اسی لئے "پیغام صلح" نے یہ پہلو اختیار نہیں کیا بلکہ دوسرا پہلو لیا ہے، ہاں صاحب! جو کچھ آپ نے نقل کیا، ہم نے ایسا لکھا تھا مگر یہ تو بتاؤ کہ

آپ لوگ مسیح موعود کس کو مانتے ہیں مجھے یا مرزا صاحب کو؟ بات کس کی سند جانتے ہیں۔ میری یا مرزا صاحب کی؟ اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود آپ لوگ مرزا صاحب کو مانتے ہیں پس سند اور حجت بھی انہی کی بات ہوگی میری نہیں۔ لیجئے میرے ان فقرات مندرجہ اہلحدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بعد مرزا صاحب کا قول "بدر" ۹۔ مئی ۱۹۰۷ء سے سنئے کہ

"مولوی ثناء اللہ کے لئے بھی ہم نے توبہ کی شرط لگادی ہے"

معلوم ہوا کہ میرے ان فقرات کا اُس دعا پر کوئی اثر نہیں۔ دعاء مرزا بہر حال بحال ہے سوائے میری توبہ کے کسی طرح موت کاذب نہیں ٹل سکتی۔

اب سوال یہ ہے کہ میں نے مرزا صاحب کی مخالفت سے توبہ کی؟ اس کا جواب "مرقع قادیانی" کا دور اول ہی دے دیگا۔ کہ مرزا صاحب کے اشتہار آخری فیصلہ پر میں نے مرقع جاری کیا تھا۔ جو اُن کے انتقال تک بلکہ بعد بھی جاری رہا۔ پھر میری توبہ کا ثبوت ہے۔ پس مختصر یہ ہے کہ چونکہ میرے ان فقرات منقولہ سے مرزا صاحب نے اپنی دعا کو واپس نہیں لیا نہ مسترد سمجھا۔ لہٰذا یہ دعا بحال ہے۔ اسی بحالی کی بڑی وجہ ہے کہ میرے انکار سے پہلے ہی خدا نے اس دعا کو قبول کر لیا ہوا ہے۔ چنانچہ اخبار بدر مورخہ ۲۵۔ اپریل میں مرزا صاحب کا قول نقل ہے کہ

"آج رات ہم نے مولوی ثناء اللہ کیلئے دعا کی تو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع۔

معلوم ہوا کہ جس روز دعا کی اُسی روز قبول ہوگئی۔ اُسکی قبولیت کے بعد نہ میرا انکار خلل انداز ہے نہ قادیان اور پیغام صلح کا اقرار اثر انداز ہو سکتا ہے۔ پس نتیجہ صاف ہے ؎

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا۔